سوال

(184)چہلم کے دن نکاح خوانی

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

محمد افتخار صاحب مانچسٹر سے دریافت کرتے ہیں کیا چہلم کے دن نکاح خوانی جائز ہے؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

چہلم کے دن نکاح خوانی کے بارے میں آپ نے جو دریافت فرمایا ہے اس کا ایک اجمالی جواب ہے اور ایک تفصیلی۔ اجمالی جواب تو یہ ہے کہ چہلم کے موقع پر نکاح خوانی جائز ہے اور قرآن وحدیث میں ایسا کوئی حکم یا اشارہ تک نہیں ملتا کہ میت کے انتقال کو چالیس دن پورے ہوں تو اس دن اس کی اولاد یا عزیز واقارب کی شادی نکاح جائز نہیں۔ تفصیل اس اجمال کی درج ذیل ہے:

سب سے پہلے تو ہمیں اس امر کا جائزہ لینا ہے کہ چہلم کی رسم جو آج کل بعض لوگوں میں رائج ہے اس کا شریعت میں کوئی اصل یا ثبوت ہے؟ رسول اللہ ﷺ کا فرمان صحابہ کرامؓ کا عمل یا ''چاروں اماموں'' میں سے کسی کا قول ہے جس سے چہلم کا جواز ملتا ہو؟ ہرگز ایسی کوئی چیز نہیں ملے گی۔ درحقیقت یہ ساری رسمیں جنہیں تیجا ساتواں دسواں یا چالیسواں کہا جاتا ہے اور جنہیں میت کا سوگ منانے یا اسے ایصال ثواب کےلئے کیا جاتا ہے۔ یہ ساری بعد کی رسمیں ہیں۔ سلف صالحین کے دور میں ایسی کوئی نہیں تھی اور اب بھی ان کا زیادہ زور پاکستان وہندوستان میں ہی ہے دوسرے ملکوں میں تو لوگ شاید ان کے ناموں سے بھی واقف نہ ہوں۔ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے خوشی اور غمی کے اظہار کے جو طریقے اور مواقع بتائے ہیں ان سے تجاوز نہیں کرنا چاہئے اور سوگ اس انداز سے منانا جس سے پیغمبر اسلام نے روکا ہو کیسے جائز قرار دیا جاسکتا ہے۔ اسی طرح ایصال ثواب کےلئے اپنی طرف سے دن کا تعین کرنا اور اس کی خاص شکل قائم کرنا بھی جائز نہیں۔ اس سلسلے میں درج ذیل دلائل آپ کےلئے قابل غور ہیں:

آنحضرت ﷺ کی حدیث ہے:

''لايحل لامراة تومن باللہ واليوم الاخران تحد على ميت فوق ثلاث ليال الا على زوج اربعة اشهر وعشراً'' (ترمذي مترجم ج ۱ ابواب الطلاق ماجاء فی عدة المتوفی عنها زوجها ص ۴۳۱)

''یعنی کسی مومن کےلئے یہ جائز ہی نہیں کہ وہ میت کا تین دن سے زیادہ سوگ منائے سوائے اس عورت کے جس کا خاوند فوت ہوگیا ہو وہ چار مہینے دس دن تک سوگ منائے گی۔''

اس لئے سوگ کےلئے محفلیں منعقد کرنا یا جمع ہونا خلاف شریعت ہے۔ رہی بات ایصال ثواب کےلئے جمع ہونا تو اس کی مروجہ شکل بھی غلط ہے۔ مخصوص دن کیلئے احباب ورفقاء اور برادری کے لوگوں کو جمع کرکے قرآنی خوانی کرانا پھر سب کا مل کر کھانے کھانا شریعت کی روح ہی کے خلاف ہے۔ غرباء ومساکین یا مستحقین کو مال دینا یا کھانا کھلانا یقیناً باعث

اجروثواب ہے لیکن اپنے لوگوں کا جمع ہوکر اہل میت کے ہاں سے کھانا کھانا اور یہ رسمیں منعقد کرانا چاہیئے میت کے وارث یتیم اور غریب ہی کیوں نہ ہوں بالکل غیر شرعی فعل ہے۔ اس کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔

حنفی فقہ کی مشہور کتابوں میں بھی ان اعمال کو ناجائز قرار دیا گیا ہے۔ فتاویٰ بزازیہ مستقل شرح منیۃ المصلی 'درمختار اور شامی میں ان رسموں کو مکروہ اور بدعت قرار دیا گیا۔ علامہ شامی نے اس لئے انہیں ناجائز قرار دیا ہے کہ یہ کام اکثر دکھلاوے اور شہرت کے لئے کئے جاتے ہیں۔ اس لئے اس سے دور رہنا چاہیئے اور پھر موجودہ دور میں تو یہ رسمیں بالکل شادی اور میلے کے انداز سے کی جاتی ہیں۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی سفرالسعادت میں لکھتے ہیں: عادت نبوی ﷺ نبود کہ برائے میت درغیر وقت نماز جمع شوند و قرآن خوانند و ختمات خوانند نہ برسر گورونہ غیر آں وایں مجموع بدعت است و مکروہ نعم تعزیت اہل میت و تسلیہ و صبر فرمودن سنت و مستحب است اما ایں اجتماع مخصوص روز سوم و ارتکاب تکلفات دیگر و صرف اموال بے وصیت از حق یتامی بدعت است و حرام۔

(ترجمہ) برصغیر کے نامور محدث شیخ عبدالحق دہلویؒ فرماتے ہیں کہ عہد نبوی ﷺ میں یہ عادت نہ تھی کہ نماز کے علاوہ میت کے لئے جمع ہوتے ہوں اس کے لئے (مخصوص شکل سے) قرآن وخوانی کرتے ہوئے ختم پڑھتے ہوں 'نہ قبر کے علاوہ کسی اور جگہ 'یہ سب بدعت ہے۔ ہاں میت کے ورثاء سے تعزیت کرنا انہیں تسلی دینا اور انہیں صبر کی تلقین کرنا سنت اور مستحب ہے۔ مگر یہ مخصوص تیسرے دن کا اجتماع اور پھر ان میں بے جا تکلفات کرنا 'میت کی وصیت کے بغیر یتیموں کے مال کو اس طرح خرچ کرنا 'نہ صرف بدعت بلکہ حرام ہے۔

توجب یہ ثابت ہوگیا کہ چہلم وغیرہ کا کوئی شرعی ثبوت نہیں ہے۔ یہ کچھ لوگوں نے محض کھانے پینے کے ذرائع بنائے ہوئے ہیں تو پھر اس موقع پر نکاح خوانی یا کسی دوسری تقریب کو کس طرح ناجائز کہا جاسکتا ہے۔ کسی چیز کو ناجائز یا ثواب واجر کا ذریعہ ثابت کرنے کے لئے کتاب وسنت اور عملی صحابہ سے دلیل ضروری ہے۔

آخر میں اس امر کی وضاحت ضروری ہے کہ میت کے لئے چالیس دن کے بعد نکاح خوانی وغیرہ کا جواز عام ہے لیکن اگر کسی عورت کا خاوند فوت ہوا ہے تو اس کا نکاح چالیس دن کے بعد بلکہ چار مہینے دس دن تک جائز نہیں ہے۔ چار مہینے دس دن کی عدت گزرنے کے بعد پھر وہ نکاح ثانی کرسکتی ہے۔

ھذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاویٰ صراط مستقیم

ص388

محدث فتویٰ